

پاکستان کی فعال خواتین

فصیلوں کے ادھر

ش۔ فرج



فضیلوں کے ادھر

پاکستان کی فعال خواتین

ش-فرخ

مشعل

آر-بی 5، سینئر فلور، عوامی کمپلیکس

عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور 54600، پاکستان

فصیلوں کے اُدھر

ش-فرخ

کاپی رائٹ اردو (c) 2000 مشعل

ناشر: مشعل
آر-بی-5، سینڈ فلور،
عوامی کمپلیکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن،
لاہور 54600، پاکستان
فون و فیکس: 042-35866859
Email: mashbks@brain.net.pk

رضیہ بھٹی کے نام

رضیہ بھٹی نے کبھی راست گوئی سے انحراف نہیں کیا۔ یہ اس کی پالیسی نہیں ایک اصول تھا۔ وہ آہنی عورت نہ تھی مگر اس کی ضرب کاری تھی۔ وہ امن کی عورت تھی جو شدید کی وادی میں مہربانی کی تلقین کرتی تھی۔

بہ شکریہ: تہمینہ احمد

زبان پہ مُہر لگی ہے تو کیا کہ رکھ دی ہے
ہر ایک حلقة زنجیر میں زبان میں نے
(فیض)

فهرست

9	تuarf: ش فرخ
15	دیباچہ: صادقہ صلاح الدین
19	تحریک و تنظیم
27	سنگ میل
33	پیش رفت
35	زری سرفراز
39	فاطمہ شاہ
43	شیریں رشید جان
45	متاز نورانی
48	طاہرہ مظہر علی خان
52	زریشہ فضل بھائی
56	انتیتا غلام علی
60	رشیدہ پٹیل
64	سیلیہ احمد
68	شیم کاظمی
72	بلقیس ایڈھی
76	شیم زین الدین
79	تھوڑج
81	رضیہ بھٹی
86	نجمہ بابر

91	عاصمہ جہانگیر
96	کشور ناہید
100	نگہت سعید خان
104	حنا جیلانی
108	شہلا ضیاء
111	فریدہ شہید
115	نسرین اظہر
119	فریجہ ظفر
123	خاور ممتاز
126	فریدہ شیر
130	روپینہ سہگل
134	فرزانہ باری
138	نیلم حسین
142	سلیمانہ ہاشمی
146	انیس ہارون
151	شمینہ رحمن
155	لالہ رخ
158	مہناز رفیع
161	کوثر - ایس - کے
164	نجمہ صادق
168	طاہرہ عبداللہ
172	شگفتہ علی زئی
175	شہناز احمد
178	کوثر شیخ
181	زبیدہ مصطفیٰ
185	زہرا یوسف

188	ہلدا سعید
191	نفیسه ہود بھائی
195	صبا گل خٹک
198	شیما کرمانی
202	مدیحہ گوہر
205	ہما صدر
208	شمینہ احمد
211	عظمی نورانی
214	نضیسہ شاہ
217	نوشین احمد
220	دانش زیری
223	عمل آرائی
225	ستمیں عالم
229	ابان مارکر
233	سعید حسین
237	زیبازیہر
241	شیریں پاشا
244	فریال علی گوہر
248	ناکله قادری
252	عنیزہ نیاز انور
255	شفا نعیم
259	عنبیرین احمد
263	ذکیہ سرور
266	سیما ملک
270	سفینہ صدیقی
273	امبر علی بھائی

276	شیم ہلائی
280	جویریہ خالد
283	نور ناز آغا
286	پامیلا روڈرکس
289	رفیعہ خانم ملک
292	چہاں آ راحی
295	سینیں کمال
298	مہر مارکر
300	بیگم جان
303	مریم بی بی
306	سلیمانی علی خان
310	غزالہ نگار اور کنزی
313	زبیدہ جلال
316	شیخ امیر الدین
318	فوزیہ دبیا
321	ساجدہ قریشی
324	سلیمانی جعفر
327	مسرت ہلائی
330	ناہیدہ صدر
333	فرخندہ اور نگزیب
336	پروین سکندر
339	بشری گوہر
342	فرحت پروین
345	شکلیلہ عبدالقدیر
347	حنیفہ بی بی
350	مصنفہ کا تعارف

تعارف

”زندگی سانس نہیں، بلکہ عمل ہے۔ ہماری حیات، ذہن اور اپنے وجود کے ہر اس حصے کا استعمال جو ہمیں ہونے کا احساس دلاتا ہے۔“۔ (روس)

ایک کافر میں کچھ ایسے سوال اٹھائے گئے تھے:

عورت کے ناطے سے آپ کی پہچان؟

کارکن کی حیثیت سے آپ کی پہچان؟

دہاں سے لوٹنے کے بعد کالم لکھنے پڑھی تو کاغذ پر جو الفاظ درج ہوئے وہ یہ تھے:

چھوٹے موٹے کام کرنے والیاں

ہم معمولی سی عورتیں

گھر سی پٹی روایتوں

سماج کی علامتوں سے نہیں والیاں

ہم معمولی عورتیں

جگرے والی عورتیں

نہ رکنے والی عورتیں

ہوا کا رخ بدل دیں گی

ارادہ تو پہنچ کیا

کہیں تو پہنچ پائیں گی

شناخت کی تلاش میں

ہم معمولی عورتیں

کچھ ایسی ہی بات ہلدا سعید نے اس طرح لکھی تھی:

”میرے پاس اپنے شناختی کارڈ نمبر ہے مگر میری اپنی کوئی شناخت نہیں“
مشعل پاکستان سے مسعود اشعر کا خط آیا۔ لکھا تھا کہ میں ان کے لئے ملک کی
اہم عورتوں کے بارے میں ایک کتاب لکھوں۔ ذہن میں سوال اٹھا: کون سی اہم عورتیں؟
کس شعبے سے تعلق رکھنے والی عورتوں کے بارے میں لکھوں؟ ادب، فن، درس و تدریس،
تحقیق و تقدیم، ملازمت پیشہ۔ مطلب یہ کہ وجہ اہمیت کیا ہو؟

چوبیس سال بعد اخباری ملازمت کی حد بندیوں سے آزاد ہو کر کچھ خواتین سے
ملاقات ہوئی۔ انہیں کافنسوں میں سن۔ ان کی جھتوں سے شناسائی ہوئی۔ ان کے ارادوں
اور کارکردگی کو دیکھا۔

میں نے مسعود اشعر کے خط کے جواب میں لکھا: میں نے سوچ لیا ہے کہ میں ان
عورتوں کے بارے میں لکھوں گی جن کی وجہ اہمیت ان کا ایکٹوزم ہے۔ اپنی ذات، اپنی
ضروریات، اپنی اغراض سے نکل کر کسی اور کے لئے کچھ کرنا کہ موجودہ صورت حال میں، بہتر
تبديلی لانے کے لئے عملی اقدام کرنا ایکٹوزم کی ابتداء ہے۔ پھر اس کی نوعیت، سمت اور
وسعت کا انحصار و قی مقاموں پر ہے، حالات پر ہے۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد کوئٹہ کی شیریں رشید جان جب اپنی گھوڑا گاڑی میں
دکانوں پر جا کر مہاجرین کے لئے ضروریات کی اشیاء جمع کرتی تھیں تو وہ اس وقت کا تقاضا
تھا، ایک ضرورت تھی۔ عملی اقدام کی یہی صورت، ایکٹوازم تھا۔ بھرت کی دھول بیٹھی تو یہ
لازم تھا کہ وہ لوگ جو اپنے گھروں، اپنے کھینتوں، اپنے کاروبار کو چھوڑ کر پاکستان کے خط
ز میں پر آباد ہونے کے لئے آئے ہیں ان کے ہمراور جو ہر کو بروئے کار لایا جائے عورتوں کو
ترغیب دی جائے کہ وہ ملکی معیشت کی بہتری کے لئے کردار ادا کریں۔

آج عاصمہ جہانگیر کے ہاتھ میں انسانی حقوق کا پرچم ہے۔ حتا جیلانی اور شہلا
ضیانے عورت کو آئینی حقوق دلانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ گھبت سعید خان نے گزشتہ برسوں میں
جو کچھ سیکھا، جو کچھ جانا اسے اگلی نسلوں کو منتقل کرنے کے لئے ویمنز اسٹڈیز کا ادارہ قائم کر
دیا۔ انہیں ہارون، کراچی میں وہشت گردی اور ماورائے عدالت ہلاکتوں اور بلا امتیاز
گرفتاریوں کے بعد دکھی گھرانوں کی ماڈل، بہنوں، بیٹیوں اور بیواؤں کی بدحالی کو

سنوارنے، انہیں حوصلہ دینے، بے گناہ بچوں کی رہائی کا چارہ کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ پاکستان میں جب ضیاء دور میں عورتوں کے حقوق پر شدید زد پڑی اور ویز نر ایکشن فورم کی تحریک وجود میں آئی تو برسوں تک عورتوں کی تنظیموں نے امتیازی قوانین کو ختم کروانے کے لئے جدوجہد کی لیکن بقول شہلا ضیاء کے گزشتہ پندرہ برس سے پاکستانی قوانین پر بحث مبارکہ ہو رہے ہیں۔ مگر نہ موجودہ قوانین میں کوئی تبدیلی لائی گئی اور نہ ہی کوئی نیا قانون بنایا گیا۔ فریدہ شہید نے بھی ماہی کے عالم میں کہا کہ اپنے ملک میں خاتمن کی تحریکوں کے بارے میں یوں لگتا ہے جیسے ہم ایک ہی جگہ پر دوڑ رہے ہوں۔ اس لئے کہ ایک طرف عورتوں کا قوانین میں تبدیلی کا مطالبہ ہوتا تو اس کے فوراً بعد مذہبی بنیاد پرستوں کی جانب اس مطالبے کے خلاف کوئی فتوی صادر کر دیا جاتا۔ اب تک تمام حکومتیں مصلحت پسندی کی بنیاد پر گریز کا راستہ اختیار کرتی رہی ہیں۔ فریدہ شہید نے اپنے ہاں کی عورتوں کے مسائل کے حل کے لئے ایک اور راہ تلاش کی۔ دیگر ممالک میں مسلم قوانین کے تحت رہنے والی عورتوں سے رابطہ اور تحقیق کی، تاکہ بوقت ضرورت ٹھوس دلائل سے حریف پر سبقت حاصل کرنا آسان ہو۔

اس کتاب کے ضمن میں تحقیق کے دوران ایکٹوازم کے بارے میں متفاہراً میں معلوم ہوئیں۔ انیں ہارون کا کہنا ہے کہ این جی اوز کلپنے ایکٹوازم کی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے اور یہی بات گھبت سعید نے کچھ اس طرح کہی کہ اب ایکٹوازم 9 سے پانچ بجے تک کا رہ گیا ہے۔ اگر کبھی پانچ بجے کے بعد انقلاب آ گیا تو کوئی ایکٹوٹ نہیں ملے گا۔ اس کے برعکس خاور ممتاز کی رائے یہ ہے کہ کسی این جی اور کے ذریعے عورتوں کے حوالے سے مختلف مسائل اور موضوعات پر تحقیق کے بعد دستاویزات کو پالیسی سازی کے لئے حکومتی سطح تک لے کر جانا، عام عورتوں سے رابطہ کرنا اور ان میں خود مدد کی تحریک پیدا کرنا ایکٹوازم کی ہی ایک صورت ہے۔ اسی طرح زہرہ یوسف پاکستان انسانی حقوق کمیشن کے نیٹ ورک کے ذریعے کئے گئے فلاجی کاموں کو ایکٹوازم قرار دیتی ہیں۔

بہر حال اس کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ عورتوں کی سرگرمیوں اور پاکستان میں عورتوں کی تحریکوں کے بارے میں معلوماتی مضماین پر مشتمل ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت مقصود ہے کہ تقسیم برصغیر کے بعد پاکستانی عورتیں کس قسم

کے کاموں میں مصروف رہیں۔ دیگر حصے ”پیش رفت“، ”تموج“ اور ”عمل آرائی“ کے زیر عنوان ہیں۔ یہ تقسیم محض وقت یا دور اور کام کی نوعیت کی بنابر کی گئی ہے۔ ہر ایک کے اپنے اپنے مجاز ہیں۔ ہر ایک نے مسائل سے نہیں کے لئے وقت کے تقاضوں کے مطابق مختلف طریقہ کار اختیار کیا لیکن سب اپنی اپنی جگہ اہم ہیں۔

یہ امر واضح طور پر سامنے آیا ہے کہ شعوری بلوغت کے بعد مسائل کا حل مختلف انداز میں تجویز کیا گیا۔ مثلاً قیام پاکستان کے فوراً بعد جو عورتیں جنسی تشدد یا زنا بالجبرا کا شکار ہوئی تھیں اس وقت یہی بہتر خیال کیا گیا تھا کہ ناجائز حمل گردائیے جائیں۔ حقیقت چھپادی جائے اور منہ بد رکھا جائے لیکن اس کے 40-45 سال بعد ”وار“ نے سوال اٹھایا کہ یہ عورت زنا بالجبرا کا شکار کیوں ہوئی؟ مجرم کون ہے؟ عورت کو کس طرح انصاف دلایا جائے؟ ایک وقت وہ بھی آیا تھا جب ایک نومولود بچہ کو مسجد کی سیڑھیوں پر سنگار کر دیا گیا تھا۔ اس معاشرے میں جہاں بنیاد پرستی اور تنگ نظری کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی ہو وہاں بلقیس ایدھی کا جھولا ایک انقلابی قدم تھا۔

”تموج“ کے حصے میں زیادہ تر وہ خواتین ہیں جنہوں نے عورت کے ساتھ ناالنصافیوں اور امتیازی سلوک پر حکومت سے ملکر لی۔ حکومتی فیصلوں کو لکارا۔ ان میں معاشرتی تبدیلی کے لئے جوش و جذبہ ہے۔ تموج کو ویف چیپر، کہنا بے جانہ ہوگا۔ ویمنز ایکشن فورم پاکستان کی پہلی تحریک تھی جس نے پاکستانی عورتوں کے ایکٹوزم کو ایک نیا رنگ دیا۔ اس فورم سے عورت کو احساس دلایا گیا کہ سماجی کاموں سے زیادہ اہم کام یہ بھی ہے کہ حکومتی سطح پر کئے گئے فیصلوں پر نظر رکھی جائے کہ عورت کے مستقبل کا دار و مدار اس پر بھی ہے کہ اسے اپنے ملک کے کیا حقوق حاصل ہیں اور اسے کیا کردار ادا کرنا ہے۔ کوئی بھی موقع ہوان کی آواز دور تک سنائی دیتی ہے۔ حالانکہ اس گروہ میں مایوسی پیدا ہوئی ہے۔ انہیں بار بار احساس ہوتا ہے کہ عورتوں کی تحریکوں کی جیسے روح ختم ہو گئی ہو۔

عمل آرائی کی بڑی سمجھیں ہیں، تنوع ہے۔ سیمین عالم کا پنجاب یونیورسٹی کے بنیاد پرست عناصر سے تصادم ہو یا زبیدہ جلال اور بیگم جان کا علاقائی روایتوں سے ملکراو، عورت متحرک نظر آتی ہے۔ وہ دوسری عورت کو جگانا چاہتی ہے۔ اسے ترغیب دیتی ہے کہ وہ اپنے اور دوسروں کے لئے کیا کر سکتی ہے۔ ان تمام کاوشوں سے کچھ نہ کچھ فرق ضرور پڑا ہے۔

کچھ نہ کچھ بہتری کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

یہ سب کچھ ناکافی سمجھیں اس سے یعنی تنظیموں اور تحریکوں کی بدولت عورت اپنی جگہ سے اٹھی ہے اور آگے کی طرف بڑھی ہے۔ ان کا اثر کسی نہ کسی ویلے سے ہر طبقے کی عورت تک پہنچا ہے، جس کی دو مثالیں شکلیہ عبدالقاردار اور حنفیہ بی بی کی ہیں۔ حنفیہ نے نہایت روایتی گھرانے میں آنکھ کھولی اور محض اپنے مل بوتے پر اقتصادی خود مختاری حاصل کی۔ شکلیہ کے لئے عورت کے گھر لیو کردار سے نکلا مشکل تھا۔ اس علاقے میں جہاں مسجدوں سے اعلان کئے جاتے تھے کہ عورتوں کو گھروں سے نہ نکلنے دیں شکلیہ نے برسوں سے بلا معاوضہ اپنے علاقے اور اس کے باسیوں کے لئے بہت سے ترقیاتی کام کئے ہیں اور آج بھی مسلسل عمل پیرا ہیں۔

میں اپنی یہ چھوٹی سی کاؤنٹر رضیہ بھٹی کے نام معنوں کرتی ہوں۔ برسوں تک، ضیاء دور میں خصوصاً کوئی بھی احتجاجی جلسہ ہو، کوئی بھی موقع ہواں اجتماع میں وہ دوچھرے ضرور نظر آتے تھے جواب کہیں نہیں ہیں۔ رضیہ بھٹی اور نجمہ بابر کے چھرے۔ کوئی مظاہرہ ہے، تپتی ہوئی کولتا رکی سڑک پر ہم سب کے ساتھ وہ دونوں ہمیشہ موجود ہوتیں۔

رضیہ بھٹی کے بارے میں معلومات کی فراہمی کے لئے میں ریحانہ حکیم ایڈیٹر نیوز لائن اور نجمہ بابر کے بارے میں مواد کے لئے بابر ایاز کی ممنون ہوں۔

میرے اس کام میں ہاتھ بٹا کر میری ساتھیوں اور انٹر پریس کمونی کیشن کی ارکان ریحانہ افتخار اور حمیرا اطہر نے دیرینہ رفات کا مان رکھا ہے۔

ایک روز کراچی پریس کلب میں نجی کے دوران نفیسه ہود بھائی کے سامنے اپنے موجودہ پراجیکٹ کا ذکر کیا تو انہوں نے فوری پیشکش کی کہ ان کے پاس جو مواد ہے میں اس سے استفادہ کرنے کی مجاز ہوں اور پھر کئی برسوں پر مشتمل اپنی محنت، یعنی اخباری تراشوں کی فائلیں، میرے سپرد کر دیں۔ ”ورق ورق“ کا باب انہی کا مرہون منت ہے۔ میں نفیسه کی احسان مند ہوں۔

میں صادق صلاح الدین کی خصوصی طور پر شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے مصروف شب و روز میں سے وقت نکال کر کتاب کا دیباچہ لکھا۔

ایک بڑا احسان فیض کا بھی ہے۔ کتاب کے کئی نام رکھے اور مٹا دیئے گئے کہ

اچانک فیض کے اس شعر پر نظر پڑی۔ جیسے فال نکل آئی ہو:
 ہو نہ ہو اپنے قبیلے کا بھی کوئی لشکر
 منتظر ہو گا اندھیرے کی فصیلوں کے ادھر
 ش۔ فرخ کراچی

یہ کتاب ۱۹۹۸ کے آخر میں تیار ہو گئی تھی لیکن بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر اس کی اشاعت نہ ہو سکی۔ اس عرصے میں بعض ایسی تبدیلیاں ہوئی ہیں جن کا ذکر ضروری ہے۔ زبیدہ جلال نئی حکومت میں وزیر تعلیم بن گئی ہیں، کشور ناہید سرکاری ملازمت سے فارغ ہو کر خواتین کی دست کاریوں کے فروغ کے لئے کام کر رہی ہیں اور فریال گوہر اقوام متحده کے ایک ادارے کے ساتھ مسلک ہو گئی ہیں۔

ش۔ ف